ورائے قلمبندی (Off the Record) عوام سے پوشیدہ
''دہشت گردی کے خلاف جنگ''
کے دوران
جبری گمشدگیوں کے لئے ریاستہائے متحدہ امریکہ کی ذمہ داری

کتابِ لغت.. 1
عاملانہ خلاصہ.. 2
تعارف.. 5
نظر بندوں کی فہرست.. 8
بچوں سمیت نظر بندوں کے زیرحراست افراد خانہ.. 19
سفارشات.. 22

کتابِ لغت

سی آئی اے	یوایس سنٹرل انٹلی جنس ایجنسی (ریاستہائے متحدہ امریکہ کا دفاقی سراغرساں ادارہ)
ایف بی آئی	یوایس فیڈرل بیوروآف انوسٹیگیشن (ریاستہائے متحدہ امریکہ کا دفاقی تحقیقاتی ادارہ)
9/11 کمیشن رپورٹ	ریاستہائے متحدہ امریکہ میں سن 2004ء میں کئے گئے حملوں پر قومی کمیشن برائے دہشت گردی کی رپورٹ
ایف بی آئی کی ''سب سے زیادہ مطلوب دہشت گردوں'' کی فہرست	ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حکومت کو مطلوب مشتبہ دہشت گردوں کی وہ فہرست جسے فیڈرل بیوروآف **انوسٹیگیشن** محفوظ کرتا ہے۔
ایل آئی ایف جی	لیبیا کا اسلامی مزاحمتی گروپ
''ریوارڈ فار جسٹس پروگرام''	امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام رواں وہ پروگرام جس کے تحت وزیر خارجہ (سیکریٹری آف اسٹیٹ) ایسی اطلاع فراہم کرنے پر اربوں ڈالر کے انعامات تفویض کرسکتا/کرسکتی ہے جو دنیا بھر میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مفادات کے خلاف بین الاقوامی دہشت گردی کی کارروائیوں کو روک سکتی ہے، انہیں شکست سے دوچار کردے یا موافق طور پر حل کردے یا پھر کسی بھی دوسرے ملک میں ایسے کسی فرد کی گرفتاری یا سزا دلانے کا موجب بنے جس نے اس طرح کے عمل کا ارتکاب کیا ہو۔
''سیکرٹ یوایس ڈِٹنشن فیسلٹی''	ایسی آسائش یا جگہ جو ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حکومت کی کارگزاری میں ہو اور جہاں افراد بغیر کسی اقرار یا اعتراف، الزام یا استغاثہ یا اطلاع نامہ کے قید کئے گئے ہوں۔
''یوایس سیکرٹ ڈٹنشن پروگرام''	''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے حوالے سے ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حکومت کی طرف سے چلائے جانے والا ایسا نظام جس کے تحت مشتبہ دہشت گردوں کو خفیہ طور پر پکڑا جاتا ہے، انہیں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جاتا ہے یا پھر زیر حراست رکھا جاتا ہے۔ اس نظام کے وجود کا اعتراف صدر جارج ڈبلیو بش نے 6 ستمبر 2006ء کو کیا۔

عاملانہ خلاصہ

6 دسمبر 2006ء کو صدر جارج ڈبلیو بش نے انکشاف کیا کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے حوالے سے ایک ایسا نظام چلا رہا ہے جس کے تحت خفیہ گرفتاریاں عمل میں لائی جاتی ہیں تاہم انہوں نے یہ افشا نہیں کیا کہ کتنے افراد کو خفیہ طور پر حراست میں لیا جا چکا ہے۔ اگرچہ امریکی حکومت ہی یہ جانتی ہے کہ کل کتنے لوگ لاپتہ ہیں، **ورائے قلمبندی** ایسے افراد کی سب سے جامع فہرست پیش کرتی ہے جنہیں جبری گمشدگی کے عمل کا شکار ہونا پڑا ہے اور جس کی ذمہ داری امریکہ پر عائد ہوتی ہے۔

حقوقِ بشر کی چھ بڑی تنظیموں Amnesty International, Cageprisoners, the Centre for Constitutional Rights, the Center for Humam Rights and Global Justice at NYU School of Law, Human Rights Watch اور Reprieve

کی تحقیقات پر مبنی رپورٹ **ورائے قلمبندی** ایسے افراد کی نشاندہی کرتی ہے جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ انہیں کسی مرحلے پر امریکہ نے خفیہ مقامات پر مقید رکھا اور جو سب کے سب ہنوز لاپتہ ہیں۔

ورائے قلمبندی ایسے قیدیوں کے بارے میں نئی اطلاع فراہم کرتی ہے جن کی پہلے ہی ''گمشدہ یا لاپتہ'' افراد کے طور پر نشاندہی ہو چکی ہے (مثال کے طور پر علی عبدالحمید الفخری، جو عالم طور پر ابن الشیخ اللیبی کے طور پر جانا جاتا ہے)۔ نیز چار لاپتہ نظر بندوں کے نام پہلی مرتبہ سامنے لا رہی ہے۔ یہ ظاہر کر دیتی ہے کہ اپنے خفیہ ٹھکانوں کو غیر مسکونہ بنانے کے لئے امریکہ کس حد تک ''عوضی نظر بندیوں'' کو غیر قانونی طور پر استعمال کر رہا ہے اور یہ وضاحت کرتی ہے کہ ''بدترین سے بدترین'' کو ہدف بنانے کی بجائے یہ نظام کس طرح پست سطح کے قیدیوں یہاں تک کہ ''لاپتہ افراد'' کی بیویوں اور بچوں کو ان کے انسانی حقوق کی پامالی کرتے ہوئے نظر بند کر دیتا ہے۔

ورائے قلمبندی خفیہ طور پر نظر بند رکھے جانے والے افراد سے روا سلوک کے سلسلے میں ایسے الزامات کو دستاویزی شہادت کے ساتھ پیش کری ہے جن کا تعلق ایذا رسانی اور دیگر سفاک، غیر انسانی اور ذلت آمیز برتاؤ یا سزا سے ہے۔ کوائف پر مشتمل دستاویز مندرجہ ذیل افراد کے بارے میں جانکاری دلاتی ہے۔

وہ افراد جن کی گرفتاری کا اعتراف امریکہ نے سرکاری طور پر کیا ہے اور جن کی قسمت اور پتا نشان ہنوز نامعلوم ہیں۔

۱: حسن گل

۲: علی عبدالرحمٰن الفقاسی الغامدی (ابوبکر الایذدی)

۳: علی عبدالحمید الفخری (علی عبدالحمید الفخری، ابن الشیخ اللیبی)

وہ افراد جن کی امریکہ کے ہاتھوں خفیہ طور پر عمل میں لائی گئی گرفتاریوں کے بارے میں عینی گواہوں کے بیانات سمیت مضبوط شہادت موجود ہے اور جن کی قسمت اور پتا نشان ہنوز نامعلوم ہیں۔

۴: مصطفےٰ ستمریم نصر (ابومصعب الصوری، عمر عبدالحاکم)

۵۔۶: دو یا ممکنہ طور پر صومالیہ کے تین شہری ☆
(نام معلوم نہیں [ان میں سے ایک یا تو شعیب الصومالی یا رضوان الصومالی ہے]

۷: محمد نعیم نور خان (ابوطلحہ، طلاحہ)

۸: عبدالباسط

۹: عدنان (اسم آخر معلوم نہیں)

۱۰: خُدیفہ

۱۱: محمد (اسم آخر معلوم نہیں) [محمد الافغانی]

۱۲: خالد الذواہری

۱۳: ابوالیبی

۱۴: ابونعیم

۱۵: سلیمان عبداللہ سلیم (سلیمان عبداللہ، سلیمان عبداللہ سلیم حمید، سلیمان احمد حمید سلیم عیسیٰ تنزانیہ)

۱۶: یاسرالجزیری al-Jazeeri (یا سرالجزیری al-Jaziri ابویا سرالجزیری al-Jaziri، ابویاسرالجزیری Al Jazeeri، یا سرالجزیری al-Jazeeri

۱۷: محمد عمر عبدالرحمان (اسداللہ)

۱۸: ماجد (اسم آخر معلوم نہیں) [عدنان الیبی، ابویاسر☆)

۱۹: حسن (اسم آخر معلوم نہیں) [رابعیہ ☆]

۲۰: (اسمِ اوّل معلوم نہیں) المہدی جویرہ (ابوایوب، ایوب الیبی ☆)

۲۱: خالد الشریف (ابوحزیم☆)

وہ افراد جن کی امریکہ کے ہاتھوں خفیہ طور پر عمل میں لائی گئی گرفتاری کی کچھ شہادت ثبوت موجود ہے اور جن کی قسمت اور پتا نشان ہنوز نامعلوم ہیں۔

۲۲: اسامہ بن یوسف Yousuf (اسامہ بن یوسف Yussaf، اسامہ بن یوسف Yusuf)

۲۳: اسامہ نذیر

۲۴: شریف المصری (عبدالستار شریف المصری)

☆: حقوق بشر کی تنظیموں نے جن کی پہلی بار لاپتہ افراد کے طور پر نشاندہی کی ہے، ان کو ظاہر کرنے کے لئے ان کے ناموں کے ساتھ ستارہ کا نشان ڈال دیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ جہاں صومالیہ کے دو باشندوں کی نظربندی پہلے بھی رپورٹ کی گئی ہے۔ خفیہ امریکی قید خانے میں صومالیہ کے تیسرے شہری کی نظربندی کو صریحاً نہیں دکھایا گیا ہے۔

۲۵: قاری سیف اللہ اختر (امیر حرکۃ الانصار قاری سیف اللہ)

۲۶: مصطفےٰ احمد فاضل (مصطفےٰ علی الیشی، حسین، حسن علی، خالد، ابو جہاد)

۲۷: مصعب ارَوچی (مصعبر اروچی، مسعود اروچی، ابو مصعب البلوچی، ابو مصعب اروچی، مصعاد اروچی، البلوچی)

۲۸: عِباد الیاقوتی الشیخ الصفیان

۲۹: ولید بن اعظمی

۳۰: امیر حسین عبداللہ المصری (فضل محمد عبداللہ المصری)

۳۱: صفوان الہشام (حفان الہشام)

۳۲: جواد البشر

۳۳: عافیہ صدیقی

۳۴: سیف الاسلام المصری

۳۵: شیخ احمد سلیم

۳۶: رتیہ التیونشیہ

۳۷: انس اللیبی (انس الصبائی، ناضح الراغی، ناضح عبداللہ الراغی

۳۸: (اسم اوّل معلوم نہیں) الروبیعہ

۳۹: سپین گل

تعارف

یہ بریفنگ دستاویز کم سے کم 39 قیدیوں کے بارے میں اطلاع فراہم کرتی ہے جو سب کے سب ہنوز لا پتہ ہیں۔ جن کے بارے میں خیال ہے کہ انہیں ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حکومت کی جانب سے بیرونِ ملک چلائی جارہی خفیہ جگہوں پر نظر بند رکھا گیا ہے۔ دستاویز ان افراد کے بارے میں بنیادی کوائف پیش کرتی ہے جن میں ان کی گرفتاری کن حالات میں عمل میں لائی گئی، اس میں امریکہ کے ملوث ہونے کی شہادت اور ان کی موجودہ حالت اور ٹھور ٹھکانے کے بارے میں جو بھی خبر دستیاب ہے۔

بہت سارے معاملات میں نظر بندوں کی جن میں وہ قیدی بھی شامل ہیں' جن کے نام متذکرہ بالا فہرست میں درج ہیں، موجودہ حالات اور پتا نشان کے بارے میں مکمل جانکاری نہیں ہے۔ باقی کیسوں کے حوالے سے کچھ اطلاع یا تو پریس میں یا پھر تحقیق اور تفتیش کے ذریعے اُبھر آئی ہے۔ ان تمام کیسوں میں سرکاری سطح پر اختیار کی گئی خاموشی نے شدید تذبذب کی کیفیت پیدا کر دی ہے اور حکومت امریکہ کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ان افراد کی حالت اور ٹھور ٹھکانے کے بارے میں وضاحت کرے، جنہیں اس نے قیدی بنا رکھا ہے۔

بین الاقوامی حقوقِ بشر قانون کے مطابق یہ افراد جبری گمشدگیوں کے شکار بنا دیئے گئے ہیں۔

جبری گمشدگیاں جب وقوع پذیر ہوتی ہیں جب:

......ریاست کے ایجنٹوں یا ایسے افراد یا گروہوں جو ریاست کی جانب سے حاصل اختیار، مدد یا رضامندی کے تحت کارروائی کرتے ہیں، کے ہاتھوں گرفتاری عمل میں لائی جاتی ہے، پابند سلاسل کیا جاتا ہے یا آزادی سلب کرنے کا کوئی اور طریقہ اختیار کیا جاتا ہے اور پھر آزادی سے محروم کئے جانے کا اعتراف نہیں کیا جاتا یا پھر لا پتہ شخص کی حالتِ زار اور ٹھور ٹھکانے کو مخفی رکھا جاتا ہے جو ایسے شخص کو قانونی تحفظ سے باہر رکھنے کا مؤجب بن جاتا ہے۔[۱]

جبری گمشدگیاں ایسے معاہدوں کی خلاف ورزی ہے جن کا امریکہ پابند ہے۔ ان میں شہری اور سیاسی حقوق سے متعلق بین الاقوامی اقرارنامہ، ایذارسانی اور دیگر سفاک، غیر انسانی اور نارواسلوک اور سزا کے خلاف بین الاقوامی میثاق شامل ہیں۔ ان سے بین الاقوامی انسان دوست قانون کی بھی پامالی ہوتی ہے۔

چونکہ ''لا پتہ'' شخص کی حالت زار معلوم نہیں ہوتی، بین الاقوامی قانون جبری گمشدگی کو ایک مسلسل خلاف ورزی قرار دیتا ہے۔ یہ جب تک جاری وساری رہتی ہے جب تک نہ متعلقہ شخص کی حالتِ زار اور ٹھور ٹھکانے کا پتہ چل جاتا ہے۔ جبری گمشدگیاں جہاں اس شخص کو نقصان پہنچا دیتی ہیں وہیں اس کے افراد خانہ مسلسل عذاب میں مبتلا رہتے ہیں۔

''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' میں امریکی نظر بندیاں

حکومت امریکہ نے دہشت گردی میں ملوث مشتبہ افراد اور ایسے دوسرے لوگوں کے لئے جن کے بارے میں اس کا خیال ہے کہ انہیں ''دہشت

---

(۱) جبری گمشدگی سے تمام افراد کو تحفظ فراہم کرنے کے لئے موجود بین الاقوامی کنونشن، آرٹیکل ۲۔
دستخطی مہم کیلئے 6 فروری 2007 سے ویب سائٹ http://www.ohchr.org/english/law/disappearance-convention.'htm' پر دستیاب ہے۔

گردی کے خلاف جنگ'' میں ماخوذ کیا جا سکتا ہے، قید و بند کا ایک وسیع نظام معرضِ وجود میں لایا ہے۔ اس نظام میں مشتبہ دہشت گردوں کی باضابطہ منتقلی (سپردگی)۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ کے باہر امریکہ کے زیر کنٹرول معترف اور خفیہ دونوں حراستی ٹھکانوں پر نظر بندی اور حکومت امریکہ کی ایما پر (عوضی نظر بندی) غیر ملکی کنٹرول کے تحت جاری ٹھکانوں پر قید رکھنا شامل ہے۔ یہ تمام جزو ترکیبی تحفظات کے دستور العمل اور حقوق کی اساسی پاسداری کی نفی کرتے ہیں (یعنی ایسی حراست جس میں مستوجب ٹھہرایا جاتا ہے اور نہ نظر ثانی کا کوئی موقعہ فراہم کیا جاتا ہے) اور بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی بھی۔ بہت سارے ایسے قیدی جنہیں امریکہ یا اس کے اتحادیوں نے حراست میں لیا ہو باضابطہ طور پر کئی مرتبہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کئے جاتے ہیں اور متعدد مقامات پر خفیہ نظر بند کئے جاتے ہوں۔

بریفنگ دستاویز کا احاطہ

یہ بریفنگ دستاویز قیدیوں کے ذیلی مرتب پر مرکوز ہے: ایسے افراد جن کے بارے میں خیال ہے کہ کسی مرحلے پر حکومت امریکہ نے ملک سے باہر خفیہ ٹھکانوں پر قید کر دیا اور جو ہنوز لاپتہ ہیں۔ ایسے افراد کی مٹھی بھر تعداد جنہیں اس طرح کے سیاہ ٹھکانوں پر پابند سلاسل کر دیا گیا تھا رہا ہو چکے ہیں، چنانچہ انکا ذکر اس دستاویز میں نہیں کیا گیا ہے۔ اور نہ ان چودہ ''اعلیٰ اہمیت'' کے قیدیوں کی اس میں بازگشت سنائی دے گی جنہیں ستمبر 2006 میں سی آئی اے کی حراست سے گوانتانامو بے منتقل کیا گیا۔ انہیں گوانتانامو بے صدر جارج ڈبلیو بش کے 6 ستمبر 2006 کو امریکی خفیہ حراستی پروگرام کے وجود کے برملا اعلان سے پہلے منتقل کیا گیا۔ صدر بش نے یہ جتلایا تھا کہ یہ ٹھکانے ''خالی'' ہیں۔ لیکن پروگرام کو پھر روبہ عمل لانے کے امکان کو صاف طور پر کھلا رکھا۔ انہوں نے یہ وضاحت نہیں کی کہ ایسے دوسرے افراد کا کیا بنا اور وہ کہاں ہیں جنہیں اس پروگرام کے تحت قیدی بنا دیا گیا تھا۔ اپریل 2007ء میں عبدالحادی العراقی کی سی آئی اے کی خفیہ حراست سے گوانتاناموکھاڑی منتقلی صاف طور پر دکھاتی ہے کہ یہ نظام ہنوز رائج ہے۔ اس بریفنگ دستاویز میں جن افراد کے نام لئے گئے ہیں، وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ تمام لوگ جنہیں خفیہ طور پر پابند سلاسل کر دیا گیا، ان کا کہیں اندراج نہیں کیا گیا۔

منہاجیات اور اطلاع کے ذریعے

امریکی خفیہ حراستی پروگرام کے کردار و فطرت کے باعث پروگرام کے تحت قیدی بنائے گئے افراد کی کوئی جامع فہرست موجود نہیں ہے۔ اس بریفنگ دستاویز میں جو اطلاع درج کی گئی ہے وہ چھ ایسی تنظیموں[۲] کی طرف سے کی گئی تحقیقات کا ماحصل ہے، جنہوں نے یہ رپورٹ مرتب کی ہے۔ نیز یہ عوامی ذرائع، سرکاری عہدیداروں سے اور عینی گواہوں کے انٹرویوز جو اُن تنظیموں نے کئے، کے دوران حاصل کی گئی۔ یہ بریفنگ

۲۔ یہ تنظیمیں ایمنسٹی انٹرنیشنل، کیج پرزنرس، دی سنٹر فار کنسٹیٹیوشنل رائٹس، دی سنٹر فار ہیومین رائٹس اینڈ گلوبل جسٹس این وائی یو سکول آف لا، ہیومن رائٹس واچ اور ریپریو......امریکہ کے ہاتھوں ''گمشدگیوں'' کے مسئلے سے نمٹنے میں پیش پیش رہی ہیں۔ جس میں ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے تحت گرفتار شدہ افراد کی نمائندگی، وکالت اور تحقیقات کرنا اور انہیں منظر عام پر لانا شامل ہے۔ دی سنٹر فر کنسٹیٹیوشنل رائٹس (ww.ccr-ny.org)، دی سنٹر فار ہیومن رائٹس اینڈ گلوبل جسٹس (www.chrgi.org) اور ریپریو (www.reprieve.org.uk) امریکہ کے ہاتھوں ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے تحت گرفتار شدہ افراد کی نمائندگی کرتی ہیں۔ ان میں گوانتاناموکھاڑی کے قیدی، جنہیں ماضی میں خفیہ ٹھکانوں پر رکھا گیا اور وہ قیدی جو غیر معمولی طور پر لوٹا دیئے گئے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل (www.amnesty.org) کیج پرزنرس (www.cageprisoners.com)، دی سنٹر فار ہیومن رائٹس اینڈ گلوبل جسٹس، ہیومن رائٹس واچ (www.hrw.org) اور ریپریو نے خفیہ حراست اور سپردگی کی تحقیقات اور وقائع نگاری کی ہے۔ نیز امریکہ اور دوسری حکومتوں کے سامنے اس طرح کے چلن کو ختم کرنے کی وکالت کی ہے۔ دیکھئے، مثال کے طور پر: ایمنسٹی انٹرنیشنل، ریاستہائے متحدہ امریکہ: زیریں ریڈار: ایذا رسانی اور 'گمشدگیوں'' کا خفیہ عمل' (اپریل 2006)؛

ریاستہائے متحدہ امریکہ/یمن: سی آئی اے کے 'سیاہ ٹھکانوں' پر خفیہ نظر بندی (نومبر 2005)؛ کیج پرزنرس، قانون سے پرے: دہشت گردی کے خلاف جنگ کا عالمی نظر بندی کا خفیہ جال (2006)؛ سنٹر فار ہیومن رائٹس اینڈ گلوبل جسٹس، قسمت اور ٹھور ٹھکانہ نامعلوم: 'دہشت گردی کے خلاف جنگ' میں گرفتاریاں (دسمبر 2005)؛ ہیومن رائٹس واچ، عوضی قیدی: سی آئی اے کے قید خانے میں دو سال (فروری 2007)، ''عوضی قیدیوں'' کی فہرست جو سی آئی اے کی تحویل میں (آخری مرتبہ یکم دسمبر 2005 کو از سر نو مرتب کی گئی)، ریاستہائے متحدہ امریکہ کے 'لاپتہ افراد: سی آئی اے کے لمبی مدت کے عوضی قیدی (اکتوبر 2004)

دستاویز ہر فرد کو اس کے بارے میں دستیاب شہادت اور اس کی نوعیت کی بنیاد پر تین میں سے ایک زمرے میں رکھتی ہے۔ اس درجہ بندی کو سرکاری ذرائع سے فراہم کردہ قلیل اطلاع نے ناگریز بنادیا:

زمرۂ اول: وہ افراد جن کی گرفتاری کی امریکہ نے سرکاری طور پر تصدیق کردی اور جن کے حال احوال اور ٹھور ٹھکانے کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔

زمرۂ دوئم: وہ افراد جن کے بارے میں مضبوط شہادت جس میں عینی گواہوں کے بیانات بھی شامل ہیں، موجود ہے کہ انہیں امریکہ نے خفیہ طور پر قیدی بنا رکھا ہے اور جن کے حال احوال اور ٹھور ٹھکانے کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔

زمرۂ سوئیم: وہ افراد جن کی امریکہ کے ہاتھوں پوشیدہ گرفتاری کی کچھ شہادت موجود ہے اور جن کے حال احوال اور ٹھور ٹھکانے کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔

ہر ایک زمرے کے تحت قیدیوں کا حراست میں لئے جانے کی تاریخ کی بنیاد پر الٹی ترتیب کے ساتھ اندراج عمل میں لایا گیا ہے۔

قیدیوں کی فہرست

زمرۂ اوّل : وہ افراد جن کی گرفتاری کی امریکہ نے سرکاری طور پر تصدیق کر دی اور جن کے حال احوال اور ٹھور ٹھکانے کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔

حسن گُل:

گل کو جو پاکستانی شہری ہے، 23 جنوری 2004ء کو شمالی عراق میں پکڑا گیا۔ 9/11 کمیشن رپورٹ میں گل کو القاعدہ کا ایک مددگار دکھایا گیا ہے جو یہ بھی ثابت کر دیتا ہے کہ وہ امریکہ کی حراست میں تھا۔ 26 جنوری 2004 کو صدر بش نے گل کی گرفتاری میں امریکی سراغرساں ایجنٹوں کے رول کے لئے ان کو مبارکباد دی۔ گرفتاری کے بعد امریکی فوج اور سراغرساں عہدیداراں نے مبینہ طور پر گل کی تفتیش کی۔ 5 دسمبر 2005ء کو اے بی سی نیوز نے یہ خبر دی کہ اسے پولینڈ میں امریکہ کے خفیہ قیدخانے میں رکھا گیا[3]۔ 19 جولائی 2006ء کو اس کا نام ''دہشت گرد، جواب باعثِ خطرہ نہیں'' کی فہرست میں درج کیا گیا[4]۔ گل کی قسمت کے حوالے سے امریکی حکومت نے مزید جانکاری نہیں دی اور اس کے پتا نشان کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔

علی عبدالرحمان الفقاسی الغامدی (ابوبکر العزوی)

الغامدی نے جو سعودی عرب کا شہری ہے، مئی یا جون 2003ء میں مدینہ منورہ، سعودی عرب میں خود کو حکام کے حوالے کر دیا کیونکہ اس کی اہلیہ کو مبینہ طور پر کئی ہفتے قبل گرفتار کیا جا چکا تھا۔ 9/11 کمیشن رپورٹ الغامدی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ وہ 11 ستمبر 2001 کے حملوں کے لئے ایک ہائی جیکر امیدوار تھا، جو یہ ثابت کر دیتا ہے کہ وہ امریکی حراست میں تھا۔ 19 جولائی 2006ء کو اس کا نام ''دہشت گرد، جواب باعثِ خطرہ نہیں'' کی فہرست میں درج کیا گیا۔ الغامدی کے بارے میں امریکی حکومت نے مزید جانکاری نہیں دی ہے اور اس کے پتا نشان کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔

---

(3)۔ برین روز اور رچرڈ ایسپوسِٹو، ذرائع اے بی سی نیوز کو بتاتے ہیں کہ اعلیٰ القاعدہ چہرے سی آئی آے کے خفیہ قیدخانوں میں نظربند ہیں۔ اے بی سی نیوز 5 دسمبر 2005ء، دستیاب ہے اس ویب ٹائٹ پر http:/abcnews.go.com/WNT/Investigation/story?id=1375123 اور سی آئی اے کے جیل خانوں میں بند 12 کارندوں کی فہرست، اے بی سی نیوز، 5 دسمبر 2005۔ دستیاب ہے۔ http://abcnews.go.com/WNT/Business/popup?id=1375287 پر۔

(4)۔ ''دہشت گرد، جواب باعثِ خطرہ نہیں'' فہرست ایک ایسی فہرست ہے، جسے امریکی کانگریشنل ریکارڈ میں نمائندے جے گریشم بیرٹ جو جنوبی کیرولنیا سے تعلق رکھتا ہے، مچھیگن کے نمائندے تھاڈیوس میک کاٹر، ٹیکساس کے نمائندے جان کارٹر اور پینن سیلوانیا کے نمائندہ میلیسا ہارٹ نے 19 جولائی 2006ء کو داخل کیا۔ ان ممبران کانگریس نے اس فہرست کے ماخوذ کے حوالے سے کوئی وضاحت نہیں کی اور جب اس بریفنگ دستاویز کی تیاری کے دوران اس ضمن میں استفسارات کئے گئے تو کوئی مزید جانکاری نہیں دی گئی۔

علی عبدالحمید الفخری (علی عبدالحمید الفخری ، ابن الشیخ اللیبی)

الفخری کو جو لیبیا کا باشندہ ہے 11 نومبر 2001ء کے آس پاس کوہاٹ پاکستان میں پاکستانی عہدیداروں نے حراست میں لیا۔ الفخری مبینہ طور پر لیبیا کے اسلامی مزاحمتی گروپ (ایل آئی ایف جی) کا رکن ہے۔ نیز اس پر یہ الزام ہے کہ 1995ء اور 2000ء کے عرصے کے دوران اس نے افغانستان میں الخلدان نامی تربیتی مرکز کی قیادت کی۔ الفخری کی گرفتاری کے فوراً بعد وہ قندھار افغانستان میں امریکہ کی حراست میں تھا اور سی آئی اے اور ایف بی آئی کے مابین اس تنازعے کے بعد کہ الفخری پر کس کا کنٹرول ہونا چاہئے، وہ دسمبر 2002ء میں سی آئی اے کے زیر نگین آ گیا۔ اطلاعات مظہر ہیں کہ الفخری کو 9 جنوری 2002ء کو U.S.S. Bataan اور پھر جنوری 2002ء میں مصر منتقل کیا گیا۔ ممکن ہے کہ سن 2003ء میں افغانستان میں واقع امریکی خفیہ حراستی مرکز میں بھیجنے سے پہلے الفخری کو کسی اور ملک میں پابند سلاسل رکھا گیا ہو۔ الفخری کو مبینہ طور پر سن 2003ء کے اواخر میں افغانستان سے امریکہ کے ایک خفیہ حراستی مرکز منتقل کیا گیا جہاں اسے سن 2005ء کے آخر میں یا پھر سن 2006ء کے اوائل میں لیبیا بھیج دیا گیا۔ 5 دسمبر 2005ء کو اے بی سی نیوز نے یہ خبر دی کہ اسے پولینڈ میں امریکی کے خفیہ قید خانے میں رکھا گیا ہے[5]۔ ایسے بیانات جو مبینہ طور پر الفخری نے اپنی گرفتاری کے بعد دیئے عراق پر جنگ سے قبل حاصل شدہ امریکی سراغرسانی کا مبینہ طور پر اہم جزو رہے ہیں۔ جنوری 2004ء میں جیسا کہ کہا گیا ہے، الفخری نے اپنے بیانات واپس لے لئے۔ الفخری فی الوقت خبر کے مطابق تریپولی میں قید تنہائی میں ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ تپ دق کے مرض میں مبتلا ہے اور اس کی صحت انتہائی خراب ہوگئی ہے۔ کم سے کم ایک امریکی عہدیدار نے اعتراف کیا کہ الفخری سے جو سلوک روا رکھا گیا اس کے جزو ترکیبی میں امریکہ ملوث رہا ہے۔ جس میں الفخری کی تفتیش اور اسے انٹروگیشن کے لئے ایک تیسرے ملک میں بھیج دینا شامل ہے۔ 19 جولائی 2006ء کو اس کا نام ''دہشت گرد، جو باعث خطرہ نہیں'' فہرست میں درج کیا گیا۔ الفخری کے حال احوال کے بارے میں مزید کوئی جانکاری امریکی حکومت نے جاری نہیں کی اور اس کے ٹھور ٹھکانے کے حوالے سے حکومت کا روّیہ مبہم ہے۔

زمرۂ دوئم: وہ افراد جن کے بارے میں مضبوط شہادت جس میں عینی گواہوں کے بیانات بھی شامل ہیں، موجود ہے کہ انہیں امریکہ نے خفیہ طور پر قیدی بنا رکھا ہے اور جن کے حال احوال اور ٹھور ٹھکانے کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔

مصطفیٰ ستمریم نصر (ابومصعب الصوری ، عمر عبدالحاکم)

نصّر کو جو شام اور اسپین کی دوہری شہریت رکھتا ہے، یکم نومبر 2005ء کو یا اس کے آس پاس پاکستانی عہدیداروں نے کوئٹہ پاکستان میں گرفتار کرلیا۔ نومبر 2004ء کو نصر کو ایف بی آئی کی ''سب سے زیادہ مطلوب دہشت گرد'' فہرست میں دکھایا گیا تھا اور 18 نومبر 2004 کو امریکی ڈیپارٹمنٹ آف اسٹیٹ نے اپنے ''ریوارڈ فار جسٹس'' پروگرام کے تحت ایسی اطلاع فراہم کرنے پر پچاس لاکھ امریکی ڈالر انعام دینے کا اعلان کردیا، جو اس کے ٹھکانے کا پتہ دلا سکے۔ اس نے نصر کو القاعدہ کا ایک رکن جتلایا اور کہا کہ اس نے افغانستان کے ایک کیمپ میں تربیت حاصل کی ہے۔ دوسری رپورٹوں میں نصر کی توضیع ایک نظریات دان اور تزویر کے طور پر کی گئی جو اپنی تحریروں کے لئے سب سے زیادہ مشہور ہے۔ نصر القاعدہ کی سرگرمیوں کے حوالے سے اسپین میں بھی مطلوب ہے۔ اپریل اور مئی 2006ء میں پاکستانی سراغرساں عہدیداروں نے تصدیق کی کہ نصّر امریکہ اور شام دونوں کو مطلوب تھا اور یہ کہ اسے تقریباً دو ماہ قبل امریکہ کی حراست میں دیدیا گیا ہے اور یہ کہ وہ پاکستان میں نہیں ہے۔ تقریباً اسی دوران مارچ 2006ء میں نصّر کا نام امریکی حکومت کی مشتبہ دہشت گردی کی کم سے کم ایک فہرست سے خارج کردیا گیا۔ 19 جولائی 2006ء کو اس کا نام ''دہشت گرد''، جو باعثِ خطرہ نہیں'' فہرست میں شامل کیا گیا۔ نصر کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے مزید کوئی جانکاری نہیں دی ہے اور اس کے ٹھور ٹھکانے کے حوالے سے حکومت کا روّیہ مبہم ہے۔

(5)۔ ملاحظہ فرمائیں مندرجہ بالا حوالہ-3۔

صومالیہ کے دو یا ممکنہ طور پر تین شہری (جن کے نام معلوم نہیں) [ان میں سے ایک یا تو شعیب الصومالی یا رضوان الصومالی ہے] ☆

دسمبر 2004ء سے قبل کسی موقعے پر صومالیہ کے دو باشندوں کو حراست میں لے کر امریکہ کے ایک خفیہ قید خانے میں نظر بند کر دیا گیا۔ دسمبر 2004ء اور 2005ء کے اواخیر کے درمیان مروان جبور[6] نے اطلاع دی کہ جیل کی جس کوٹھری میں وہ قید تھا اس کے قریب دو صومالی باشندوں کو نظر بند کر دیا گیا تھا، جنہیں وہ کبھی کبھار ایک دوسرے کے ساتھ صومالی میں گفتگو کرتے ہوئے سنتا تھا۔

اس ٹھکانے پر موجودگی کے دوران جبور کو صومالیہ کے ایک باشندے کی تصویر بھی دکھائی گئی جسے وہ ماضی میں جانتا تھا اور جس کی اس نے شعیب الصومالی یا رضوان الصومالی کے طور پر شناخت کی۔ جبور نے پہچان لیا کہ اس تصویر کو اسی ٹھکانے پر ایک ایسی کوٹھری میں کھینچا گیا تھا جہاں وہ پہلے رہ چکا تھا۔ اس تصویر میں صومالیہ کے جس باشندے کو دیکھا جا سکتا تھا، وہ صومالیہ کے ان دو شہریوں میں سے ایک ہو سکتا تھا یا نہیں بھی جنہیں دسمبر 2004ء اور 2005ء کے اواخیر کے درمیان جبُور کی سیل سے متصل رکھا گیا تھا۔

امریکی حکومت نے ان قیدیوں کے حال واحوال کے بارے میں مزید کوئی جانکاری نہیں جاری کی ہے اور ان کے ٹھور ٹھکانے کے بارے میں برابر کچھ بھی معلوم نہیں۔

محمد نعیم نور خان (ابو طلحه ، ابوطلاحه)

خان کو جو ایک پاکستانی شہری ہے، پاکستانی حکام نے سی آئی اے اور دیگر امریکی ایجنسیوں کی مدد سے 13 جولائی 2004ء کو گرفتار کیا۔ اس کی گمشدگی سے لے کر ذرائع ابلاغ کی رپورٹوں میں یہ الزام لگایا گیا کہ خان پر شبہ ہے کہ وہ القاعدہ کے ایک کمپیوٹر اور مواصلاتی ماہر کے طور پر کام کرتا تھا۔ سن 2006ء میں اپنی سوانح ......ان دی لائین آف فائر...... میں پاکستانی صدر پرویز مشرف نے ایک ایسے ''پاکستانی شہری جس کا نام ظاہر نہیں کیا گیا'' کی گرفتاری اور مابعد برتاؤ کے بارے میں تفاصیل درج کی ہیں جو خان کے بارے میں حاصل اطلاع سے باہم متعلق ہیں[7]۔ صدر مشرف رقمطراز ہیں کہ اس شخص کو پاکستانی عہدیداروں نے امریکہ کی جانب سے جو خود اس کا تعاقب کر رہا تھا فراہم شدہ ''اہم راہنمائی'' کی بنیاد پر گرفتار کیا گیا اور یہ کہ برطانوی حکام کو اس شخص سے ''براہ راست استفسار'' کرنے کی اجازت دی گئی۔ کم سے کم ایک ایسے قیدی کو خان کی تصویریں دکھائی گئیں جو خفیہ امریکی جیل میں بند تھا، جو یہ تجویز کرتا ہے کہ خان قید میں تھا۔ 19 جولائی 2006ء کو ''ابوطلحہ'' کا نام ''دہشت گرد، جواب باعثِ خطرہ نہیں'' فہرست میں شامل کیا گیا۔ خان کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری جاری نہیں کی اور اس کے ٹھور ٹھکانے کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔

عبدالباسط

باسط کو جو ممکنہ طور پر سعودی عرب یا یمن کا باشندہ ہے، جون 2004ء کے دوران یا اس سے قبل گرفتار کر کے امریکہ کے ایک خفیہ قید خانے میں منتقل کیا گیا جہاں مروان جبور کے مطابق اس نے دیگر قیدیوں کے ساتھ جو وہاں نظر بند تھے بات کی اور اپنا نام ''عبدالباسط'' ظاہر کیا۔ باسط کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری نہیں دی ہے اور اس کے پتا نشان کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔

(☆)۔ حقوقِ بشر کی تنظیموں نے جن کی پہلی مرتبہ لاپتہ افراد کے طور پر نشاندہی کی ہے، ان کے ناموں کے آگے ستارہ کا نشان ڈالا گیا ہے۔ واضح رہے کہ جہاں صومالیہ کے باشندوں کی نظر بندی پہلے بھی رپورٹ کی جا چکی ہے، خفیہ امریکی قید خانے میں صومالیہ کے تیسرے شہری کی نظر بندی کو صریحاً نہیں دکھایا گیا ہے۔

(6)۔ مروان جبُور امریکہ کے خفیہ نظر بندی پروگرام کے تحت قید میں تھا اسے 2006ء میں رہائی ملی۔ دیکھئے ہیومن رائٹس واچ، گوسٹ پرزنرس: سی آئی اے کی خفیہ حراست میں دو سال: ملاحظہ فرمائیں مندرجہ بالا حوالہ -2۔

(7)۔ پرویز مشرف: ان دی لائن آف فائیر: ایک سوانح 241۔243 (2006)؛

عدنان (اسمِ آخر معلوم نهیں)

عدنان کو جون 2004ء کے دوران یا اس سے قبل گرفتار کر کے امریکہ کے ایک خفیہ قید خانے میں منتقل کیا گیا جہاں مروان جبور کے مطابق وہ دیگر قیدیوں کے ساتھ جو وہاں نظر بند تھے ہم کلام ہوا اور اپنا نام ''عدنان'' ظاہر کیا۔ عدنان کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری جاری نہیں کی ہے اور اس کا پتا نشان ہنوز نامعلوم ہیں۔

حُدیفه

خدیفہ کو جون 2004ء کے دوران یا اس سے قبل گرفتار کر کے امریکہ کے ایک خفیہ قید خانے منتقل کیا گیا جہاں مروان جبور کے مطابق وہ دیگر قیدیوں کے ساتھ جو وہاں نظر بند تھے ہم کلام ہوا اور اپنا نام ''حُدیفہ'' ظاہر کیا۔ حُدیفہ کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری جاری نہیں کی ہے اور اس کا پتا نشان ہنوز نامعلوم ہیں۔

محمد [اسمِ آخر معلوم نهیں] (محمد الافغانی)

محمد کو جو سعودی عرب میں پیدا ہونے والا ایک افغان ہے، مئی 2004ء میں پشاور پاکستان میں گرفتار کیا گیا۔ مروان جبور کے مطابق، محمد کو اس کی اور دو قیدیوں کے معیت میں 16 جون 2004ء کو اسلام آباد، پاکستان کے ایک ٹھکانے سے نکال کر امریکہ کے ایک خفیہ جیل خانے میں اس کے یعنی جبور کے ساتھ نظر بند کر دیا گیا۔ محمد کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری جاری کی ہے اور نہ اس کا ٹھور ٹھکانہ ہنوز معلوم ہے۔

خالدالذواهری

الذواہری جو مصری شہری ہے، کو پاکستانی عہدیداروں نے 25 فروری 2004ء کو اعظم ورک جو پاکستان کے جنوبی وزیرستان علاقہ میں واقع ہے، گرفتار کر لیا۔ گرفتاری کے فوراً بعد پاکستانی اور امریکی سراغرساں عہدیداروں نے مبینہ طور پر اس کی تفتیش کی اور اس امر کی نشاندہی ہوئی ہے کہ اسے ممکنہ طور پر افغانستان میں امریکہ کی حراست میں منتقل کیا گیا ہے۔ اطلاعات مظہر ہیں کہ الذاوہری القاعدہ کے ایک مبینہ اعلیٰ مشتبہ ایمن الذواہری کا بیٹا ہے۔ خالد الذاوہری کے حال و احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری جاری نہیں کی ہے اور اس کا ٹھور ٹھکانہ ہنوز معلوم نہیں۔

ایوب الیبی

الیبی کو جو لیبیا کا باشندہ ہے، اطلاع کے مطابق جنوری 2004ء میں پشاور پاکستان میں گرفتار کیا گیا۔ مروان جبور کے مطابق، الیبی کو اس کی اور دو قیدیوں کی معیت میں 16 جون 2004ء کو اسلام آباد، پاکستان کے ایک ٹھکانے سے نکال کر امریکہ کے ایک خفیہ جیل خانہ میں اس کے یعنی جبور کے ساتھ نظر بند کر دیا گیا۔ جبور نے خفیہ امریکی قید خانے میں نظر بندی کے پہلے ماہ کے دوران الیبی کو اسے پکارتے ہوئے سنا۔ ایک قیدی کو جس کا خاندانی نام المہدی جویدہ تھا (غالباً ایوب الیبی)، (صفحہ 13 دیکھیں) سن 2006ء میں خفیہ امریکی قید خانے سے لیبیا کی حراست میں دیدیا گیا اور ممکنہ طور پر وہ اسی جیل خانے میں ہو۔ الیبی کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری جاری کی ہے اور نہ اس کا ٹھور ٹھکانہ معلوم ہے۔

ابو نسیم

تیونس کے باشندے نسیم کو پاکستانی حکام نے 17 جون 2003ء کو پشاور، پاکستان سے گرفتار کیا۔ اس پر مبینہ طور پر شبہ تھا کہ وہ القاعدہ کو جعلی دستاویزات فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی یعنی القاعدہ کی کارروائیوں کی تکمیل میں مدد کرتا تھا۔ اس کی گرفتاری کے وقت جو اطلاعات سامنے آگئیں ان کے مطابق اسے ممکنہ طور پر امریکہ کی حراست میں منتقل کیا گیا۔ اسی روز گرفتار کئے گئے ایک اور مشتبہ شخص کی اطلاع کے مطابق اسے افغانستان کے بگرام ہوائی اڈے منتقل کیا گیا۔ ایک عینی گواہ نے کہا کہ اس نے 2003ء کے اواخیر میں اس کی یعنی ابونسیم کی آواز

افغانستان میں امریکہ کی ایک خفیہ حراستی مرکز پر سنی۔ نسیم کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری جاری کی ہے اور نہ اس کا ٹھورٹھکانہ معلوم ہے۔

سلمان عبداللہ سلیم (سلیمان عبداللہ ، عبداللہ سلیم حمید، سلیمان احمد حمید سلیم ، عیسی تنزانیہ)

سلیم کو جو یا تو یمن کا یا پھر تنزانیہ کا شہری ہے، 18 مارچ 2003ء کو مبینہ طور پر موغادیشو، صومالیہ میں گرفتار کیا گیا۔ اطلاع کے مطابق صومالیہ کے جنگ پرستوں نے اسے ایک اسپتال سے اغوا کیا اور موغادیشو کے ایک ہوائی اڈہ پر پہنچا دیا جہاں اسے امریکی عہدیداروں نے حراست میں لے لیا۔ سلیم کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ امریکہ کو سن 1998ء میں تنزانیہ اور کینیا میں امریکی سفارت خانوں پر کئی گئی بمباری میں اسی کی مبینہ وابستگی کے سلسلے میں مطلوب تھا۔ گواہوں کے بیانات کے مطابق، اسے سن 2004ء کے دوران افغانستان میں امریکہ کے کم سے کم دو خفیہ حراستی مراکز پر نظر بند کیا گیا۔ سابق قیدیوں نے جنھوں نے سلیم کو دیکھا، بتایا کہ امریکہ کی حراست کے دوران سلیم پر بری طرح تشدد ڈھایا گیا۔ اس کے بازو توڑ دیئے گئے اور اس کے سر پر بندوق کے بٹھے سے وار کیا گیا۔ سلیم کے حال واحوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری جاری کی ہے اور نہ اس کا ٹھورٹھکانہ ہنوز معلوم ہے۔

یاسر الجزیری

(Yasser al- Jaziri, Yasser al- Jazeeri, Abu Yassir Al Jazeeri, Abu Yasir al - Jaziri

الجزیری کو جو مراقش کا باشندہ ہے، 15 مارچ 2003 کو پاکستان حفاظتی دستوں نے جنہیں اطلاع کے مطابق ایف بی آئی کی معاونت حاصل تھی، پاکستان سے گرفتار کیا۔ اطلاعات مظہر ہیں کہ پاکستان اور امریکی کارندوں نے مل کر الجزیری کا انٹروگیشن کیا۔ گرچہ گرفتاری کے وقت الجزیری کا نام ایف بی آئی کی ''سب سے زیادہ مطلوب دہشت گردوں'' کی فہرست میں نہیں تھا پاکستان کے وفاقی وزیر اطلاعات نے اسے القاعدہ نیٹ ورک کے سات اعلیٰ لیڈروں میں شمار قرار دیدیا۔

گواہوں کے بیانات اس امر کے غماز ہیں کہ الجزیری کو سن 2003 کے اواخر اور سن 2004 کے اوائل کے دوران بگرام افغانستان کے ہوائی اڈے پر واقع سی آئی اے کی زیرنگرانی حصے میں رکھا گیا۔ الجزیری کو اپریل 2004ء میں امریکہ کے ایک خفیہ قید خانے میں منتقل کیا گیا جہاں جیسا کہ مروان جبور نے یہ اطلاع دی کہ اسے جون 2006 تک اس سے یعنی جبور سے ملنے کی اجازت دی گئی۔ جبور کے مطابق، الجزیری نے اسے بتایا کہ اسے ایک ایسی جگہ رکھا گیا تھا جہاں امریکی تفتیش کار موجود تھے اور جہاں اس پر تشدد ڈھایا گیا اور بری طرح مارے پیٹے جانے کے نتیجے میں اس بازو کے دائمی نقصان پہنچا، جبور نے کہا...... ''میں نے اس کے جسم پر ایذا رسانی کے واضح نشانات دیکھے'' 8۔ الجزیری نے یہ عندیہ بھی دیا کہ اسے مسلسل چار ماہ تک جہر موسیقی جبراً سنائی گئی۔

سن 2003 میں امریکی حکومت نے اعتراف کیا کہ یاسر الجزیری کو پکڑا یا ہلاک کیا گیا ہے۔ 19 جولائی 2006 کو اس کا نام ''دہشت گرد، جو باعثِ خطرہ نہیں ہے'' فہرست میں شامل کیا گیا۔ الجزیری کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے مزید کوئی جانکاری نہیں دی ہے اور اس کے پتا نشانہ کے بارے میں ہنوز کچھ معلوم نہیں

محمد عمر عبدالرحمن (اسداللہ)

عبدالرحمٰن کو جو مصر کا شہری ہے، فروری 2003 کے وسط میں کوئٹہ پاکستان سے گرفتار کیا گیا۔ عبدالرحمٰن عمر عبدالرحمٰن (نابینا شیخ) کا صاحبزادہ ہے اور امریکہ کے مطابق 11 ستمبر 2001 سے پہلے افغانستان میں ایک تربیتی مرکز چلاتا تھا اور یہ کہ اس کا 11 ستمبر 2001 کے حملوں کی منصوبہ بندی میں کردار رہا ہے۔ مبینہ طور پر عبدالرحمٰن سے حاصل اطلاع کی بنیاد پر امریکہ اور پاکستان نے مشترکہ کارروائی کے تحت

(8)۔ مروان جبور کے ساتھ انٹرویو۔ 23 نومبر 2006

خالد شیخ محمد کی گرفتاری عمل میں لائی۔ پابند سلاسل خالد کے بارے میں امریکی حکومت نے اعتراف کیا ہے کہ وہ امریکہ کے خفیہ نظر بندی پروگرام کے تحت قید ہے اور فی الوقت گوانتا نامو بے میں نظر بند ہے۔ اطلاعات مظہر ہیں کہ گرفتاری کے بعد عبدالرحمٰن امریکی حراست میں تھا اور مارچ 2003 کو اے بی سی نیوز نے خبر دی کہ اسے پولینڈ کے ایک خفیہ امریکی قید خانے میں رکھا گیا ہے[9]۔ 19 جولائی 2006 کو اس کا نام ''دہشت گرد، جواب باعثِ خطرہ نہیں رہے'' کی فہرست میں شامل کیا گیا۔ امریکی حکومت نے عبدالرحمٰن کے بارے میں مزید جانکاری نہیں دی اور اس کا پتا نشان ہنوز نامعلوم ہیں۔

ماجد [اسمِ آخر معلوم نہیں] (عدنان الیبی ،ابویاسر)☆

ماجد کو جو لیبیا کا شہری ہے، سن 2003 میں غالباً افغانستان میں گرفتار کیا گیا۔ امریکی محکمہ مالیات نے عدنان الیبی کو ایل آئی ایف جی کا ایک سینئر مددگار قرار دیدیا ہے[10]۔ اسے سن 2003 کے آخیر میں افغانستان میں امریکہ کے خفیہ حراستی مرکز میں مبینہ طور پر نظر بند کیا گیا اور بظاہر ایک اور خفیہ امریکی حراستی آسائش منتقل کیا گیا جہاں وہ اپریل 2004 میں موجود تھا۔ ماجد کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری دی ہے اور نہ اس کا پتا نشان معلوم ہیں۔

حسن (اسم آخر معلوم نہیں) [رابیعہ] ❖

لیبیا کے باشندے حسن کو بظاہر سن 2002ء میں پاکستان میں گرفتار کیا گیا۔ اس کی حاملہ بیوی جس کا نام اور شہریت معلوم نہیں اس کی گرفتاری کے وقت اس کے ہمراہ تھی۔ حسن پر الزام ہے کہ وہ ایل آئی ایف جی کارکن ہے۔ اسے نومبر 2003ء میں ظاہری طور پر افغانستان میں ایک خفیہ امریکی حراستی مرکز سے الفخری (ابن الشیخ الیبی) کی معیت میں ایک اور خفیہ امریکی قید خانے منتقل کیا گیا جہاں وہ اپریل 2004ء میں موجود تھا۔ اسے، اطلاع کے مطابق، سن 2005ء کے آخیر یا سن 2006ء میں لیبیا کی حراست میں منتقل کیا گیا اور جیسا کہ خبر ہے تریپولی میں قید ہے۔ امریکی حکومت نے حسن کی قسمت کے بارے میں کوئی جانکاری نہیں دی ہے اور اس کے ٹھور ٹھکانے کے حوالے سے سرکاری طور ابہامی کیفیت ہے۔

[اسم اوّل معلوم نہیں] المھدی جویدہ (ابوایوب ، ایوب الیبی) ❖

المھدی جویدہ لیبیا کا شہری ہے جس پر ایل آئی ایف جی کارکن ہونے کا الزام ہے۔ اسے سن 2006ء میں لیبیا بھیجنے سے پہلے مبینہ طور پر امریکہ کے خفیہ حراستی مرکز پر قید رکھا گیا۔ اطلاع کے مطابق ایوب الیبی نام کا ایک قیدی مروان جبور کے ساتھ امریکہ کے ایک خفیہ حراستی مرکز پر رکھا گیا تھا (دیکھئے صفحہ 10) اور ممکن ہے وہ یہی شخص ہے۔ المھدی جویدہ کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری نہیں دی ہے جبکہ سرکاری سطح پر اس کے ٹھور ٹھکانے کے حوالے سے ابہام ہے۔

خالد الشریف (ابوحزیم)❖

الشریف ایک لیبیائی باشندہ ہے جس پر ایل آئی ایف جی کارکن ہونے کا الزام ہے۔ الشریف کو، اطلاع کے مطابق، سن 2003ء کے اواخیر میں افغانستان میں امریکہ کے ایک خفیہ قید خانے میں رکھا گیا تھا۔ جہاں اس کے ساتھ الفخری (ابن الشیخ الیبی) اور حسن (رابیعہ) بھی پابند سلاسل تھے۔ اسے سن 2005ء کے اواخیر یا 2006ء میں لیبیا منتقل کیا گیا، جہاں وہ اطلاع کے مطاق تریپولی میں قید ہے۔ الشریف کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری نہیں دی ہے جبکہ سرکاری سطح پر اس کے پتا نشان کے حوالے سے ابہام موجود ہے۔

(☆)۔ حقوقِ بشر کی تنظیموں نے جن کی پہلی مرتبہ لاپتہ افراد کے طور پر نشاندہی کی ہے، ان کے ناموں کے آگے ستارہ کا نشان ڈالا گیا ہے۔ واضح رہے کہ جہاں صومالیہ کے باشندوں کی نظر بندی پہلے بھی رپورٹ کی جا چکی ہے، خفیہ امریکی قید خانے میں صومالیہ کے تیسرے شہری کی نظر بندی کو صریحاً نہیں دکھایا گیا ہے۔

(9)۔ ملاحظہ فرمائیں مندرجہ بالا حوالہ نمبر 3۔

(10)۔ امریکی محکمہ مالیات، مالیات سرمایہ کاری کرنے والے برطانیہ نشین افراد اور اداروں کی نشاندہی کرتا ہے۔

(❖)۔ القاعدہ سے ملحق شدہ ایل آئی جی، 8 فروری 2006 دستیاب ہے:

http://www.treas.gov/press/releases/js4016.htm ویب سائٹ پر۔

زمرۂ سوئیم: وہ افراد جن کی امریکہ کے ہاتھوں پوشیدہ گرفتاری کی کچھ شہادت موجود ہے اور جن کے حال احوال اور ٹھور ٹھکانے کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں

اسامہ بن یوسف Osama bin Yousaf

(Usama Bin Yussaf, Usama bin Yusuf, Usamah bin- Yusuf)

بن یوسف کو جو یا تو پاکستان یا سعودی عرب کا شہری ہے، 7 اگست 2005ء کے دن مبینہ طور پر اس کے موبائل فون پر نظر رکھنے کی بدولت، جس کے نمبر کا اندراج ابوفراج الیبی کی فون ڈائریکٹری میں پایا گیا تھا، فیصل آباد پاکستان میں حراست میں لیا گیا۔ الیبی کو پاکستانی حکام نے امریکی سراغرساں عہدیداروں کی مدد سے 2 مئی 2005ء کو مردان، پاکستان سے گرفتار کیا تھا اور وہ ان قیدیوں میں شامل ہے جن کے بارے میں امریکی حکومت نے اقرار کیا ہے کہ انہیں نظر بندی کے خفیہ امریکی پروگرام کے تحت پابند سلاسل کر دیا گیا ہے اور فی الوقت گوانتانامو بے میں قید ہیں۔ بن یوسف پر القاعدہ کا دستِ کار ہونے کا الزام ہے جس کے الیبی کے ساتھ قریبی مراسم تھے۔ یہ خبر دی گئی کہ گرفتاری کے وقت بن یوسف سے جرمنی اور اٹلی کے شہروں کے نقشے برآمد کئے گئے۔ اسے اطلاع کے مطابق، 9 اگست 2005ء کو لاہور منتقل کیا گیا اور اگلے دن اسلام آباد لے جایا گیا جہاں پر امریکی عہدیداروں نے اس کا انٹروگیشن کیا۔ امریکی حکومت نے بن یوسف کی قسمت کے بارے میں کوئی جانکاری نہیں دی ہے اور اس کا ٹھور ٹھکانہ ہنوز معلوم نہیں۔

اسامہ نذیر

نذیر ایک پاکستانی شہری ہے جسے نومبر 2004ء میں پاکستانی حکام نے فیصل آباد، پاکستان میں گرفتار کیا۔ نذیر مبینہ طور پر جیش محمد، جس پر القاعدہ سے وابستگی کا الزام ہے، کا ایک اعلیٰ درجے کا رکن تھا۔ اس پر مارچ 2002ء میں اسلام آباد کے اعلیٰ حفاظتی سفارتی زون میں ایک کلیسا پر ہوئے حملے میں ملوث ہونے کا شبہ تھا اور بعد ازاں شہزاد تنویر سے وابستہ ہو گیا، جو لندن میں 7 جولائی 2006ء کو کئے گئے خودکش حملہ آوروں میں سے ایک تھا۔ میڈیا نے خبر دی کہ نذیر کی گرفتاری کے بعد امریکی حکومت اسے اس کی تحویل میں دینے کے لئے کہا۔ 19 جولائی 2006ء کو اس کا نام ''دہشت گرد جواب باعثِ خطرہ نہیں'' فہرست میں ڈال دیا گیا۔ امریکی حکومت نے نذیر کے حال و احوال کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی ہے اور اس کا کوئی پتا نشان نہیں۔

شریف المصّری (عبدالستار شریف المصّری)

اطلاع کے مطابق پاکستانی حکام نے المصّری کو جو مصر کا شہری ہے، 29 اگست 2004ء کو کوئٹہ، پاکستان سے گرفتار کیا۔ اس کی گرفتاری کی تصدیق پاکستان کے وفاقی وزیر اطلاعات نے یکم ستمبر 2004ء کو کی۔ وزیر اطلاعات نے اس بات کی بھی تصدیق کی کہ المصری کے ساتھ ایک اور شخص پکڑا گیا کہ یہ شخص سعودی عرب، یمن یا پاکستان کا شہری تھا۔ نومبر 2005ء میں امریکی ذرائع نے عندیہ دیا کہ المصری نے اپنے تفتیش کاروں کو القاعدہ کے ایک ایسے منصوبے کے مطابق بتا دیا ہے جس کے تحت میکسیکو کے راستے امریکہ جوہری مواد پہنچانا ہے جسے بعد میں امریکی اہداف میں استعمال کیا جائے گا۔ امریکی حکومت نے المصری کی قسمت کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں دی ہے اور اسکے پتا نشان کے حوالے سے بھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔

قاری سیف اللہ اختر (امیر حرکۃ الانصار قاری سیف اللہ)

اختر ایک پاکستانی شہری ہے جسے 6 اگست 2004ء کو دبئی، متحدہ عرب امارات (یو اے ای) میں گرفتار کیا گیا جس میں پاکستانی سراغرساں

عہدیداروں کو جنہوں نے اس کا پتہ لگایا تھا، یواے ای کے حکام کا تعاون حاصل تھا۔ اگست اور اکتوبر 2004ء کے دوران متعدد میڈیا رپورٹوں میں پاکستان کے وفاقی وزیر اطلاعات سے یہ آراء زنی منسوب کی گئیں کہ یواے ای میں اختر کی گرفتاری کے بعد اسے پاکستان منتقل کیا گیا اور پاکستانی عہدیدار اس سے تفتیش کررہے ہیں۔ ایک سراغرساں عہدیدار نے جس کا نام معلوم نہیں، یہ عندیہ دیا کہ اس کا ممکنہ طور پر لاہور میں انٹروگیشن کیا جارہا ہے۔ اختر پر جو الزامات ہیں، ان میں حرکۃ الجہاد اسلامی کی قیادت کرنا، پاکستانی صدر پرویز مشرف کو قتل کرنے کے ایک منصوبے سے وابستہ ہونا اور رش کھوڑ افغانستان میں دہشت گردی کا ایک تربیتی مرکز چلانا شامل ہیں۔ اس کی جانب سے دائر کی گئی پروانۂ حاضری مجرم کی اپیل کے سلسلے میں پاکستان سپریم کورٹ نے حکومت پاکستان سے اس کی گرفتاری کے حوالے سے تفاصیل پیش کرنے کے لئے کہا ہے۔ اطلاع کے مطابق امریکہ اختر سے استفسار کرنے میں دلچسپی رکھتا تھا اور 19 جولائی 2006ء کو اس کا نام ''دہشت گرد، جواب باعثِ خطرہ نہیں'' فہرست میں شامل کرلیا گیا۔ اختر کے حال احوال کے بارے میں حکومت امریکہ نے مزید کوئی جانکاری نہیں دی ہے اور اس کا ٹھور ٹھکانہ ہنوز معلوم نہیں۔

مصطفیٰ محمد فاضل (مصطفیٰ علی البشی ، حسین ، حسین علی ، خالد ، ابو جھاد)

فاضل کو جو مصر کا شہری ہے یا ممکن ہے کینیا کا بھی، اطلاع کے مطابق، جولائی یا اگست 2004ء میں پاکستانی حکام نے پاکستان میں گرفتار کیا۔ فاضل کا نام 1998ء میں تنزانیہ اور کینیا میں امریکی سفارت خانوں پر کی گئی بمباری کے حوالے سے ایک امریکی دفاقی قرارداد جرم میں لیا گیا تھا۔ 10 اکتوبر 2001ء کو اسے ایف بی آئی کی ''سب سے زیادہ مطلوب دہشت گرد'' فہرست میں شامل کیا گیا۔ اس کا نام اس فہرست سے بغیر کسی وضاحت کے اُتار دیا گیا۔ امریکی حکومت نے فاضل کے حال احوال کے بارے میں کوئی خبر نہیں دی ہے اور اس کا پتا نشان معلوم نہیں ہے۔

مصّعب اروچی (مصعبر اروچی ، مسعود اروچی ،ابومصعب البلوچی ، ابو مصعب اروچی ، مسعاد اروچی ، البلوچی)

اروچی کو جو پاکستانی شہری ہے 12 جون 2004ء کو پاکستانی نیم فوجی دستوں نے کراچی، پاکستان سے گرفتار کیا۔ یہ گرفتاری مبینہ طور پر امریکی سراغرساں اداروں کی طرف سے کی گئی ٹیلی فون اور انٹرنیٹ رکاوٹوں کی بنیاد پر اور مبینہ طور سی آئی اے کے زیرنگرانی عمل میں لائی گئی۔ اروچی پر القاعدہ کا ایک سینئر دستِ کار ہونے کا الزام ہے اور وہ خالد شیخ محمد کا بھتیجا (یا بھانجا) ہے جس کے بارے میں امریکی حکومت نے یہ اقرار کیا ہے کہ اسے نظر بندی کے خفیہ امریکی پروگرام کے تحت پابند سلاسل کیا گیا ہے اور فی الوقت گوانتاناموبے میں قید ہے۔ پاکستان کے بے نام سراغرساں عہدیداروں سے یہ بیان منسوب کیا گیا ہے کہ اروچی کے سی آئی اے کے ایک بغیر نشان ہوائی جہاز کے ذریعے پاکستان کے ایک ہوائی اڈے سے کسی نامعلوم مقام پر منتقل کئے جانے سے پہلے وہ تین دن تک پاکستانی حکام کی قید میں رہا۔ 19 جولائی 2006ء کو ''مصعبر اروچی'' کا نام ''دہشت گرد، جواب باعث خطرہ نہیں'' فہرست میں شامل کیا گیا۔ اروچی کے حال احوال کے بارے میں مزید کوئی جانکاری امریکی حکومت نے دی ہے اور نہ یہ پتہ ہے کہ وہ کہاں ہے۔

عباد الیاقوتی الشیخ السفیان

السفیان کو جو سعودی عرب کا ایک باشندہ ہے، پاکستانی سراغرساں حکام نے اطلاع کے مطابق 22 جنوری 2004ء کے دن کراچی، پاکستان سے گرفتار کرلیا۔ اس پر القاعدہ کا ایک رکن ہونے کا شبہ تھا۔ الفسیان کو ولید بن اعظمی کی گرفتاری کے ایک دن بعد حراست میں لیا گیا۔ (دیکھئے نیچے) اور اطلاعات میں یہ عندیہ دیا گیا اعظمی کی طرف سے فراہم کردہ اطلاع السفیان کی گرفتاری کا مؤجب بنی۔ السفیان کی خیر و خبر کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری دی ہے اور نہ اس کے ٹھور ٹھکانے کے بارے میں کچھ معلوم ہے۔

ولید بن اعظمی

بن اعظمی کو جسے ایک عرب ظاہر کیا گیا ہے، سراغرساں ایجنسیز نے، اطلاعات مظہر ہیں، جنوری 2004ء میں کراچی، پاکستان سے گرفتار

کرلیا۔بن اعظمی کو ایک ایسے چھاپے کے ایک حصے کے سلسلے میں پکڑا گیا جس کے دوران تقریباً ایک درجن افراد بھاگ گئے جبکہ جو گرفتار کئے گئے انہیں ایف بی آئی نے، اطلاع کے مطابق، امریکہ منتقل کیا۔ بن اعظمی پر القاعدہ کا دستِ کار ہونے کا الزام ہے جو پاکستان میں مقیم تھا اور جو سن 2000ء میں U.S.S Cole میں ہوئی بمباری کا مشتبہ ہے۔ امریکی حکومت نے بن اعظمی کی خیر و خبر کے بارے میں کوئی جانکاری دی ہے اور نہ اس کے ٹھور ٹھکانے کے بارے میں کوئی علمیت ہے۔

امیر حسین عبداللّٰہ المصّری (فضل محمد عبدالله المصّری)

المصّری، مصر کا شہری ہے جسے پاکستانی حکام نے' خبر کے مطابق' 18 جنوری 2004ء کو کراچی، پاکستان سے گرفتار کیا۔ المصری مبینہ طور پر احمد عمر سعید شیخ اور القاعدہ سے جڑا ہوا ہے۔ اسے پکڑے جانے کے فوراً بعد جاری کئے گئے اخباری بیان میں ایک بے نام پاکستانی عہدیدار سے جو بیان منسوب کیا گیا، اس سے یہ عندیہ ملتا ہے کہ تفتیش کار یہ پتہ لگانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ کیا المصری امریکی حکومت کو مطلوب ہے اور یہ کہ اغلب ہے کہ ایف بی آئی بہت جلد تحقیق کاروں کی صف میں شامل ہو۔ اس عہدیدار سے یہ بات بھی منسوب کی گئی کہ جس چھاپے کے دوران المصری کو حراست میں لیا گیا ، اس کے دوران جو دوسرے لوگ پکڑے گئے انہیں اسلام آباد منتقل کیا جا رہا ہے جس کے بعد ممکن ہے انہیں امریکہ کی حراست میں سونپا جائے۔ المصری کے حال احوال کے حوالے سے امریکی حکومت نے کوئی جانکاری دی ہے اور نہ اس کے ٹھور ٹھکانے کے بارے میں کوئی علمیت ہے۔

صفوان الھشام (حفان الھشام)

الھشام کو جو سعودی عرب کا ایک شہری ہے، 15 مئی 2003ء کو پاکستان میں حیدر آباد سے کراچی تک گاڑی میں سفر کے دوران پاکستانی حکام نے ممکنہ طور پر امریکی عہدیداروں کی موجودگی میں گرفتار کیا۔ میڈیا رپورٹیں یہ عندیہ دیتی ہیں کہ الھشام پر القاعدہ کا مواصلاتی چیف ہونے کا شبہ ہے۔ 19 جولائی 2006ء کو اس کا نام'' دہشت گرد، جواب باعثِ خطرہ نہیں'' فہرست میں شامل کیا گیا۔ الھشام کے حال احوال کے حوالے سے امریکی حکومت نے کوئی جانکاری دی ہے اور نہ اس کے ٹھور ٹھکانے کے بارے میں کوئی علمیت ہے۔

جواد البشر

البشر مصر کا ایک شہری ہے جسے خبر ہے' مئی 2003ء کے ابتدائی ایام میں قانون نافذ کرنے والے اداروں نے وندیر (وندھر)' بلوچستان سے ایک افغان شہری فرزند شاہ کے ہمراہ گرفتار کیا گیا۔ البشر پر پاکستان میں سرگرم القاعدہ کا ایک رکن ہونے کا الزام ہے اور شبہ ہے کہ وہ خالد شیخ محمد سے وابستہ ہے جس کے بارے میں امریکی حکومت نے یہ مانا ہے کہ وہ امریکی خفیہ نظر بندی پروگرام کے تحت قید کیا گیا ہے اور اس وقت گوانتانا موبے میں نظر بند ہے۔

البشر کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری دی ہے اور نہ اس کا کوئی پتا نشان ہے۔

عافیہ صدیقی

صدیقی کو 28 مارچ 2003ء کو یا اس کے آس پاس مبینہ طور پر کراچی، پاکستان سے اس کے تین بچوں سمیت حراست میں لیا گیا (جو اُس وقت سات برس، پانچ برس اور چھ ماہ کے تھے) صدیقی ایک پاکستانی شہری ہے۔ 18 مارچ 2003ء کو ایف بی آئی نے ایک چوکسی جاری کی تھی جس میں صدیقی کے بارے میں اطلاع کی درخواست کی گئی تھی تاکہ ایف بی آئی اس کا پتہ لگا سکے اور اس سے تفتیش کر سکے۔ امریکی حکومت نے الزام لگایا ہے کہ صدیقی کا تعلق ان قیدیوں سے ہے، جنہیں نظر بندی کے امریکی پروگرام کے تحت حراست میں لینے کا حکومت نے اقرار کیا ہے۔ ان میں مجید خان اور علی عبدالعزیز علی شامل ہیں۔ ایسی کئی رپورٹیں ہیں، جن میں الزام عائد کیا گیا ہے کہ پکڑے جانے کے بعد صدیقی کو امریکی حراست میں سونپا گیا لیکن 26 مئی 2004ء کو اس وقت کے اٹارنی جنرل اشکرافٹ اور ایف بی آئی ڈائریکٹر رابرٹ میولر سوئم نے صدیقی کی شناخت ایک ایسے فرد کے طور پر کی جو ریاستہائے امریکہ کے لئے باعث خطرہ ہے جس سے ان کا یہ خلاصہ سامنے آتا ہے کہ وہ

زیرِ حراست نہیں تھی۔ صدیقی کی قسمت کے بارے میں مزید کوئی جانکاری امریکی حکومت نے جاری کی اور نہ اس کا پتا نشان معلوم ہے۔

سیف الاسلام المصری

المصری کو جو مصّر کا باشندہ ہے، ستمبر 2002ء میں جارجیائی حکام نے Pankisi Gorge، جارجیہ میں حراست میں لیا۔ المصری پر شبہ تھا کہ وہ القاعدہ کی اعلیٰ کونسل کا ایک رکن ہے۔ میڈیا رپورٹیں عندیہ دیتی ہیں کہ جارجیائی عہدیداروں نے یہ اقرار کیا ہے کہ انہوں نے المصری اور اسکے ساتھ گرفتار کئے گئے دوسرے افراد کو امریکی حراست میں دے دیا ہے۔ امریکی حکومت نے المصری کے حال احوال کے بارے میں کوئی خبر دی ہے اور نہ اس کا ٹھور ٹھکانہ معلوم ہے۔

شیخ احمد سلیم (Swedan, Sheikh Ahmad Salem, Swedeidan, Sheikh Ahmad Salem Swedan, Sheikh Swedan, Sheikh Bahamadi, Ahmed Ally, Bahamad, Sheikh Bahamad, Ahmed The Tall)

سلیم کو جو کینیا کا شہری ہے، پاکستانی حکام نے ممکنہ طور پر امریکہ کے قانون نافذ کرنے والے ایجنٹوں کی مدد سے کراچی، پاکستان سے 11 جولائی 2002ء کو حراست میں لے لیا۔ ذرائع ابلاغ کی رپورٹوں میں یہ عندیہ دیا گیا کہ اسے سن 2002ء کو کسی مرحلے پر امریکہ کی حراست میں منتقل کیا گیا۔ سلیم کا نام سن 1998ء میں تنزانیہ اور کینیا میں امریکی سفارتخانوں کو بموں کا ہدف بنانے کے سلسلے میں ایک امریکی وفاقی قرارداد جرم میں آیا تھا۔ سلیم اب بھی ایف بی آئی کی ''سب سے زیادہ مطلوب دہشت گرد'' فہرست میں ہے۔ اس کی قسمت کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری دی اور نہ یہ معلوم ہے کہ اسے کہاں رکھا گیا ہے۔

رَدہ یا رتیہ التیونسی

التیونسی، تیونس کا شہری ہے جسے کراچی، پاکستان میں سن 2002ء کے وسط کے آخری ایام میں گرفتار کیا گیا۔ التیونسی پر الزام ہے کہ وہ القاعدہ میں ایک اعلیٰ منصب پر فائز ہے۔ مروان جبور نے خبر دی کہ جس دوران اسے امریکہ کے ایک خفیہ نظر بندی مرکز پر رکھا گیا تھا، اسے التیونسی کی ایک تصویر دکھائی گئی جو ظاہر کرتا ہے کہ امریکہ کی حراست میں تھا۔ یہ ممکن ہے کہ ردہ بن صالح الیذدی ہو جو تیونس کا ایک شہری ہے یا ایسا نہیں بھی ہوسکتا ہے۔ جو فی الوقت گوانتاناموبے میں نظر بند ہے اور جس کا دفاع کرنے کے لئے کوئی وکیل نہیں۔ التیونسی کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی جانکاری دی ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ وہ کہاں پر ہے۔

انس الیبی (انس الصبائی ، ناضح الراغی ، ناضح عبدالله حمید الراغی)

الیبی لیبیا کا شہری ہے جسے فروری 2002ء میں خرطوم سوڈان میں حراست میں لیا گیا جس کے بعد' خبر کے مطابق' الیبی کو امریکہ کی تحویل میں دینے کے لئے امریکی اور سوڈانی عہدیداروں کے درمیان مذاکرات چل رہے تھے۔ اس کا نام سن 1998ء میں تنزانیہ اور کینیا میں امریکی سفارت خانوں کو بموں کا ہدف بنانے کے سلسلے میں ایک امریکی وفاقی قراردادِ جرم میں آیا تھا اور 10 اکتوبر 2001ء کو اس کا نام ایف بی آئی کی ''سب سے زیادہ مطلوب دہشت گردوں'' کی ابتدائی فہرست میں آیا تھا جو ہنوز اس میں درج ہے۔ اغلب ہے کہ گرفتاری کے بعد کسی مرحلے پر اسے مصر بھیج دیا گیا ہو اور اس وقت کسی اور ملک میں ہو۔ الیبی کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی خبر دی ہے اور نہ اس کا پتا نشان معلوم ہے۔

(اسمِ اوّل معلوم نہیں) الروبیعه

الروبیعہ کو جو عراق کا شہری ہے، سن 2002ء میں ایران میں پکڑا گیا۔ بعدازاں اسے امریکہ کے ایک خفیہ نظر بندی مرکز پر رکھا گیا۔ ایک اور قیدی نے جسے افغانستان میں اسی خفیہ امریکی نظر بندی مرکز پر پابند سلاسل کیا گیا تھا، الروبیعہ کا نام اور اس کی گرفتاری کی روئیداد کوٹھری کی ایک دیوار پر چسپاں پڑھی۔ امریکی حکومت نے الروبیعہ کی قسمت کے بارے میں کوئی جانکاری دی ہے اور نہ اس کے ٹھور ٹھکانے کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے۔

سپین گُل

مروان جبور نے اطلاع دی ہے کہ ایک خفیہ امریکی حراستی مرکز میں قید کے دوران اسے سپین گل کی تصویر دکھائی گئی جو ایک افریقی ملک کا باشندہ ہے اور ظاہر ہے کہ امریکی حراست میں تھا۔ گل کے حال احوال کے بارے میں امریکی حکومت نے کوئی خبر دی ہے اور نہ یہ معلوم ہے کہ وہ کہاں پر ہے۔

بچوں سمیت نظر بندوں کے افرادِ خانہ کی گرفتاری

بعض معاملات میں نظر بندوں کے افرادخانہ۔ جن میں بچے بھی شامل تھے۔ جو امریکہ کے نظر بندی کے خفیہ پروگرام کے تحت قید کئے گئے تھے، کو بھی پکڑا گیا، انہیں پابند سلاسل کر دیا گیا اور/ یا ان کے ساتھ جابرانہ سلوک روا رکھا گیا۔ افرادخانہ کو یا تو علیحدہ سے پکڑا گیا یا اس وقت جب کسی فرد کو گرفتار کیا جا رہا تھا۔ بظاہر اس طرح کے رویہ کا یہ مقصد تھا کہ زیرحراست شخص کے بارے میں معلومات اکٹھا کی جائیں۔ ان میں سے بعض افرادخانہ کو بعدازاں رہا کیا گیا لیکن دوسرے معاملات میں ان کی قسمت اور پتا نشان کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں۔

ستمبر 2002ء میں یوسف الخالد (اس وقت وہ نو برس کی عمر کا تھا) اور عبید الخالد کو (اس کی عمر اُس وقت سات برس تھی) ان کے والد خالد شیخ محمد کو پاکستانی حفاظتی دستوں کی طرف سے گرفتار کرنے کی ایک کوشش کے دوران پکڑا گیا۔ خالد شیخ محمد کو کئی ماہ بعد کامیابی کے ساتھ گرفتار کیا گیا اور امریکی حکومت نے یہ مانا ہے کہ وہ امریکی خفیہ نظر بندی پروگرام کے تحت قید ہے۔ اس وقت وہ گوانتانا موبے میں پابند سلاسل ہے۔

16 اپریل 2007ء کو جاری کئے گئے ایک بیان میں علی خان (والد مجید خان جس کے بارے میں امریکی حکومت نے یہ مان لیا ہے کہ وہ امریکی خفیہ نظر بندی پروگرام کے تحت قید ہے اور فی الوقت گوانتانا موبے میں اسیری کے دن کاٹ رہا ہے) نے یہ عندیہ دیا کہ یوسف اور عبید الخالد کو اسی مقام پر بند رکھا گیا تھا' جہاں مجید خان اور مجید کا بھائی محمد مارچ / اپریل 2003ء میں مقید تھے۔ محمد کو پاکستانی عہدیداروں نے اسکے بھائی کی 5 مارچ 2003ء کو گرفتاری کے تقریباً ایک ماہ بعد حراست میں لیا تھا (نیچے ملاحظہ فرمائیں) علی خان کا بیان یوں ظاہر کرتا ہے:

> محمد ہی کے مطابق اسے اور مجید کو بالکل اسی جگہ بند رکھا گیا جہاں خالد شیخ محمد کے معصوم بچے جن کی عمریں چھ اور آٹھ سال کی ہیں، نظر بند رکھے گئے ہیں۔ پاکستانی محافظوں نے میرے بیٹے کو بتایا کہ لڑکوں کو بالائی منزل پر ایک علیحدہ مقام پر رکھا گیا ہے اور انہیں دوسرے محافظ نہ تو کھانا دے رہے ہیں اور نہ پینے کیلئے پانی۔ انہیں چیونٹیاں اور دوسرے کیڑے مکوڑے ان کی ٹانگوں پر رکھ کر ذہنی اذیت بھی دی جارہی ہے تاکہ وہ یہ بتادیں کہ ان کا والد کہاں پر چھپا ہوا ہے[11]۔

خالد شیخ محمد کی مارچ 2003ء میں گرفتاری کے بعد یوسف اور عبید الخالد کو مبینہ طور پر پاکستان سے باہر امریکہ کی حراست میں دیا گیا۔ بچوں سے مبینہ طور پر ان کے والد کی سرگرمیوں کے بارے میں تفتیش کی جاتی تھی اور امریکہ انہیں ان کے والد پر امریکہ کیساتھ تعاون کرنے کے لئے دباؤ ڈالنے کی غرض سے استعمال کر رہا تھا۔ 10 مارچ 2003ء کو جاری کئے گئے ایک پریس بیان میں اس بات کی تصدیق کی گئی کہ سی آئی اے کے تفتیش کاروں نے بچوں کو حراست میں لے رکھا ہے اور یہ کہ ایک افسر نے وضاحت کی:

> ''ہم بچوں کے دستانوں سے ان سے نمٹ رہے ہیں۔ بالآخر وہ صرف چھوٹے بچے ہیں...... لیکن ہمیں ان کے والد کی حالیہ سرگرمیوں کے بارے میں ممکنہ حد تک زیادہ سے زیادہ جاننے کی ضرورت ہے۔ ہمارے ہاں بچوں کے نفسیاتی ماہرین ہر وقت موجود رہتے ہیں اور ان کی بہترین نگہداشت کی جارہی ہے[12]۔

---

(11)۔ علی خان کے بیان بتاریخ 16 اپریل 2007ء کو دیکھیں جو اس ویب سائٹ پر دستیاب ہے:

www.ccr.ny.org/v2/legal/september_11th/docs/Ali_Khan_statement.pdf

(12)۔ دیکھیں Olga Craig ۔ سی آئی اے نے گرفتار شدہ القاعدہ چیف کے بیٹوں کو پکڑ رکھا ہے۔ سنڈے ٹیلی گراف (یوکے) 9 مارچ 2003 دستیاب ہے:

http://www.telegraph.co.uk/news/main.jhtml?xml=%2Fnews%2F2003%2F03%2F09%2Fwalqa09.xml

خالد شیخ محمد کے Combatant Status Review Tribunal میں دیئے گئے بیان کے مسودے کے مطابق، اس نے یہ بات ظاہر کی ہے کہ اس کے بچوں کو گرفتار کیا گیا تھا اور ان سے ناروا سلوک روا رکھا جا رہا ہے۔ "انہوں نے میرے بچوں کو دانستہ طور پر گرفتار کیا۔ وہ بچے ہیں۔ انہیں چار ماہ سے زیرِ حراست رکھا گیا جب سے انہیں دُشنام دیا گیا"[13]۔

5 مارچ 2003ء کو مجید خان کو اس کے بھائی محمد، اس کے بھائی کی بیوی اور ان کی ایک ماہ کی بیٹی کے ساتھ کراچی، پاکستان سے گرفتار کیا۔ ان سب کو ایک نامعلوم جگہ پر منتقل کیا گیا۔ مجید خان کی ہمشیرہ نسبتی اور اس کی بیٹی کو ایک ماہ تک نظر بند رکھا گیا جب کہ اوپر ذکر کیا گیا محمد خان کو پاکستانی عہدیداروں نے تقریباً ایک ماہ تک قید میں رکھا۔

28 مارچ 2003ء کو عافیہ صدیقی (دیکھیں صفحہ 16) کو مبینہ طور پر کراچی، پاکستان میں اس کے تین بچوں (جو اُس وقت سات سال، پانچ سال اور چھ ماہ کی عمر کے تھے) سمیت گرفتار کیا۔

11 اگست 2003ء کو حمبالی کو جس کے بارے میں امریکی حکومت نے یہ اقرار کیا ہے کہ امریکہ کے نظر بندی کے خفیہ پروگرام کے تحت پکڑا گیا اور اس وقت گوانتانامو بے میں مقید ہے، کو مبینہ طور پر اس کی بیوی نورالوزاہ لی عبداللہ جو ملیشیاء کی ایک شہری ہے، سمیت مشترکہ کارروائی کے دوران جس میں امریکہ بھی شریک تھا، تھائی لینڈ سے گرفتار کیا۔

24 جولائی 2004ء کو احمد خلفان گیلانی کو جس کی امریکہ کی خفیہ نظر بندی پروگرام کے تحت گرفتاری کی امریکہ نے تصدیق کی ہے اور جو اس وقت گوانتانامو بے میں پابند سلاسل ہے، گجرات پاکستان میں دو عورتوں (ان میں سے ایک اسکی بیوی تھی جو ازبکستان کی شہری ہے جبکہ دوسری عورت جنوبی افریقہ کے ایک شہری زبیر اسماعیل کی پاکستانی بیوی تھی)

اور پانچ بچوں سمیت گرفتار کیا گیا۔ اس کی گرفتاری مبینہ طور پر پاکستان اور امریکہ کی ایک مشترکہ کارروائی تھی جس کے لئے سی آئی اے اور ایف بی آئی نے تال میل پیدا کیا۔

---

(13)۔ محکمہ دفاع - خالد شیخ محمد، مسودہ CSRT (KMS) دستیاب ہے اس ویب سائٹ پر:

http://www.defenselink.mil/news/Combatant_Tribunals.html

سفارشات

- ریاستہائے متحدہ امریکہ کو خفیہ اور اعترافی حراستوں کو بند کر دینا چاہئے۔
- اُن افراد کے سلسلے میں جنہیں فی الوقت امریکہ نے یا پھر اس کی ہدایت پر پابند سلاسل کیا گیا ہے، امریکہ اور متعلقہ غیر ملکی حکومتوں کو چاہئے کہ:
  - ❑ قیدیوں کے ناموں کو ظاہر کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بتائیں کہ انہیں کہاں پر رکھا گیا ہے۔
  - ❑ بین الاقوامی کمیٹی آف ریڈ کراس (آئی سی آر سی) کو فوری طور پر ایسے تمام قیدیوں تک رسائی کی اجازت دی جائے جن سے یہ تنظیم ملنے کی خواہاں ہو۔
  - ❑ قیدیوں پر ایک منظور شدہ فوجداری جرم کے تحت مقدمہ درج کیا جائے۔ اور انہیں فوری طور پر ایسی عدالت کے سامنے پیروی کے لئے پیش کیا جائے جو عالمی سطح پر تسلیم شدہ صاف وشفاف مقدمہ چلانے کے معیار پر پورا اُترتی ہو یا پھر انہیں رہا کیا جائے اور
  - ❑ نظر بندوں کو اجازت دی جائے کہ وہ وکلاء تک رسائی حاصل اور اپنے اہل خاندان سے روابط قائم کر سکیں۔
- ریاستہائے متحدہ امریکہ دہشت گردی کے مشتبہ افراد کے افراد خانہ کو ان کے خاندانی رشتوں کی بنیاد پر حراست میں نہ لے۔
- ریاستہائے متحدہ امریکہ ان تمام افراد کے نام ظاہر کرے اور ان کے حال احوال اور ٹھور ٹھکانے کے بارے میں تفاصیل ظاہر کرے جنہیں ''دہشت گردی کے خلاف جنگ'' کے سلسلے میں گرفتار کیا گیا ہے، چاہے وہ رہائی ہی کیوں نہ پا چکے ہوں یا کسی دوسرے ملک کی تحویل میں دیئے گئے ہوں یا فوت ہو چکے ہوں۔
- ریاستہائے متحدہ امریکہ ایسے افراد کی تلافی کرے جن میں معاوضے کی ادائیگی بھی شامل ہے، جنہیں اس نے خفیہ طور پر نظر بند کر دیا۔
- دیگر حکومتوں کو چاہئے کہ وہ خفیہ نظر بندیوں کو آسان نہ بنائیں انہیں چاہئے کہ وہ خفیہ گرفتاری کارروائیوں کو روبہ عمل لانے میں نہ مدد کریں اور نہ تعاون دیں اور انہوں نے جن جن کارروائیوں میں حصہ لیا، ان کے بارے میں اطلاع منظر عام پر لائیں۔